روداد مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان

منعقدہ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء

مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان کا اجتماع ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ ستمبر ۴۸ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حسب ذیل ارکان شوریٰ شریک ہوئے

۱۔ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی	۲۔ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی
۳۔ ملک نصر اللہ خاں صاحب عزیز	۴۔ محمد عبد الجبار غازی صاحب
۵۔ قاضی حمید اللہ صاحب	۶۔ مولانا عبد الحق صاحب
۷۔ چوہدری علی احمد خاں صاحب	۸۔ خان سردار علی خاں صاحب
۹۔ طفیل محمد صاحب قیم جماعت	

ان کے علاوہ حسب ذیل ارکان جماعت کو مسائل کی اہمیت کے پیش نظر خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔

۱۔ چوہدری محمد اکبر صاحب	۲۔ مولانا حکیم عبد اللہ صاحب
۳۔ محمد باقر خاں صاحب	۴۔ سید عبد العزیز شرقی صاحب
۵۔ ابو السلام نعیم صدیقی صاحب	۶۔ سردار محمد اجمل خاں صاحب

یہ سب حضرات تمام اجلاسوں میں شریک رہے اور حسب ذیل تجاویز بالاتفاق طے ہوئیں:۔

(۱) مجلس شوریٰ قائد اعظم کی وفات پر اپنے دلی رنج والم کا اظہار کرتی ہے۔ ان کی مرکزی شخصیت وہ سب سے بڑی طاقت تھی جس پر اس عالم اسباب میں مسلمانوں کی قومی وحدت اور پاکستان کے استحکام و شیرازہ بندی کا انحصار تھا خصوصیت کے ساتھ موجودہ نازک

حالات میں جبکہ ملک کے اندر اور باہر خطرات و مشکلات کا ہجوم ہے، ہمارے درمیان سے ان کا اچانک اُٹھ جانا ایک بڑی قومی مصیبت ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان نقصانات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے جو ان کی وفات سے پہنچنے ممکن ہیں۔

۲۔ جماعت اسلامی کا یہ مستقل مسلک ہے کہ وہ ایک طرف اپنے نقطۂ نظر کے مطابق نظام زندگی کی اصلاح کے لئے کوشش کرتی رہتی ہے جس میں دوسروں سے اس کا اختلاف بھی ہوسکتا ہے اور ہوتا رہا ہے، لیکن دوسری طرف جب قوم کے لئے اندرونی طور پر یا بیرونی طور پر کوئی نازک حالت پیدا ہوجائے تو اس کا مقابلہ کرنے میں تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر سب کے ساتھ تعاون کے لئے تیار رہتی ہے۔ اب چونکہ قائد اعظم کی وفات سے ملک کی اندرونی طاقت کو ایک صدمۂ عظیم پہنچا ہے اور باہر بھی خطرات منڈلا رہے ہیں، اس لئے مجلس شوریٰ یہ بات واضح کردینا ضروری سمجھتی ہے کہ جماعت اسلامی اپنے اصلاحی مقصد اور نقطۂ نظر پر قائم رہتے ہوئے پاکستان کی وحدت اور استحکام اور اس کی آزادی کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کریگی اور جن جن صورتوں سے ممکن ہوگا اس معاملہ میں ملک کی دوسری جماعتوں اور حکومت سے پورا تعاون کریگی۔

۳۔ جماعت اسلامی کی رائے میں پاکستان کی فلاح و ترقی اور اس کے استحکام کے لئے پہلے بھی یہ ضروری تھا کہ اس کے ایک "اسلامی ریاست" ہونے کا جلد سے جلد آئینی طریق پر اعلان کردیا جائے۔ لیکن اب جبکہ قائد اعظم کی شخصیت کا سہارا بھی باقی نہیں رہا ہے یہ بات اور بھی زیادہ ضروری ہوگئی ہے۔ ایسا اعلان ہوجانے کے بعد دستوری اور قانونی تغیرات تدریج اپنے وقت پر ہوتے رہیں گے۔ لیکن اس اعلان سے اصولاً ہمارا نظام حکومت ایک اسلامی نظام میں تبدیل ہوجائے گا، مسلم عوام کو جو اس ریاست کی اصل طاقت ہیں قلب وضمیر کا مکمل اطمینان حاصل ہوجائے گا، ریاست کا نصب العین اور اس کے ارتقا کا راستہ متعین ہوجائیگا، اور وہ تمام قوتیں اس راستہ پر کام کرنے کے لئے جمع ہوسکیں گی

جو پاکستان کی اقتصادی بحالی اور اس کے مائل انتشار اجزا کی وحدت اور اہم تمدنی و معاشی مسائل کے حل اور اس کے دفاع کی مضبوطی کے لئے ضروری ہیں۔ نیز اس سے وہ نظری اختلافات بھی ختم ہو جائیں گے جو ملک کے آئندہ نظام کے متعلق ابھر رہے ہیں اور ذہنی انتشار پیدا کر رہے ہیں۔

۴۔ خواجہ ناظم الدین صاحب نئے گورنر جنرل کو مجلس کی طرف سے حسب ذیل پیغام بھیجا جائے:۔

"قائداعظم کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ جس نے یہ بوجھ آپ پر ڈالا ہے وہی اس کے سہارنے اور اس کا حق ادا کرنے کی طاقت بھی آپ کو بخشے۔ گورنر جنرل ہونے کے بعد آپ نے جو تقریر فرمائی ہے اس کے اندر ایک دینی سوچ پائی جاتی ہے اور نیک ارادوں کا نشان ملتا ہے جس کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ پاکستان کو روح اور قالب ہر دو حیثیتوں سے فی الواقع ایک "اسلامی ریاست" بنانے کی کوشش کریں گے۔ آپ یقین رکھئے کہ اس مقصد کے لئے جو صحیح کوشش بھی آپ کریں گے، جماعت اسلامی اس میں آپ کے ساتھ پورا تعاون کریگی"۔

۵۔ چونکہ کچھ مدت سے جہاد کشمیر کے متعلق امیر جماعت کی ایک فقہی رائے پر ملک میں ایک اندازِ سے مخالفانہ پروپیگنڈا ہو رہا تھا جس سے ان کی ذات کے ساتھ جماعت اسلامی اور اس کی اصلاحی تحریک کو بھی لپیٹ میں لے لیا گیا تھا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس معاملہ کو مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کیا جائے۔ مجلس اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہونچی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

امیر جماعت نے اپنے پچھلے بیانات میں جو شرعی مسئلہ بیان کیا تھا وہ

اُس حالت سے متعلق تھا جبکہ سرکاری طور پر اس امر کا کوئی اقرار و اظہار نہیں ہوا تھا کہ پاکستان کی فوجیں حدودِ کشمیر میں موجود ہیں۔ ۵ ستمبر کو مجالس اقوامِ متحدہ کے کشمیر کمیشن سے حکومت پاکستان کی جو مراسلت شائع ہوئی ہے اور وزیرِ خارجہ پاکستان نے ۸ ستمبر کو جو بیان دیا ہے اس میں اس امرِ واقعہ کا اقرار و اظہار موجود ہے اور حکومت ہند بھی اس پر مطلع ہو چکی ہے۔ لہٰذا اب چونکہ معاملہ کی نوعیت بالکل بدل گئی ہے اور اس بنا پر اس کا شرعی حکم بھی وہ نہیں ہوگا جو پہلے تھا، اس لئے مجلسِ شوریٰ امیر جماعت کی اس رائے کو زیرِ بحث لانے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ اس انکشاف کے بعد امیر جماعت اور مجلس شوریٰ کی متفقہ رائے یہ ہے کہ اب معاہدانہ تعلقات کے باوجود اہلِ پاکستان کے لئے جہادِ کشمیر میں جنگی حصّہ لینا بالکل جائز ہے۔ کیونکہ اب دونوں مملکتوں کے درمیان اگر ایسے کوئی تعلقات ہیں تو اس کے صریح معنی یہ ہیں کہ ایک علاقہ میں حالت جنگ کا قیام اور دوسرے تمام علاقوں میں مصالحانہ روابط کا بقا فریقین کی رضامندی سے ہے۔

۶۔ جماعتِ اسلامی مسلمانانِ کشمیر کے مصائب، اور پاکستان کے لئے کشمیر کی اہمیت سے کبھی غافل نہیں تھی اور انڈین یونین کے بیجا تسلط سے اس اسلامی خطے کو بچانا فرض سمجھتی تھی لیکن اس کے لئے کسی دنیوی غرض و مصلحت کی خاطر ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا ممکن نہ تھا جس کے شرعاً درست ہونے کا اسے اطمینان نہ ہو۔ اب چونکہ اس فرض کی ادائیگی میں کوئی شرعی مانع باقی نہیں رہا ہے اس لئے جماعت محض مسلمانوں کو مسئلہ بتانے پر اکتفا نہ کرے گی بلکہ انشاء اللہ خود بھی اس جہاد میں عملی حصّہ لے گی۔ اس کام کے لئے عملی نقشہ امیر جماعت حسب ذیل رفقا کی مدد سے بنائیں گے:-

محمد عبدالجبار غازی صاحب - چودھری علی احمد خاں صاحب - محمد باقر خاں صاحب

۷۔ پچھلے چند مہینوں سے دیکھا جا رہا ہے کہ جماعت اسلامی اور اس کے مقصد، طریق کار اور

نظام کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں جن سے نہ صرف عوام بلکہ حکومت بھی متاثر ہوتی نظر آتی ہے، اس لئے مجلس شوریٰ حسب ذیل تصریحات کرنا ضروری سمجھتی ہے تاکہ جو کوئی بھی اس جماعت سے موافقت یا مخالفت کرے وہ ہماری اصل پوزیشن کو سمجھ لینے کے بعد کرے :-

۱۔ "جماعت اسلامی" ایک مستقل جماعت ہے جو اگست ۱۹۴۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کا مقصد طریق اور نظام دوسری جماعتوں سے جدا ہے۔ کسی دوسری جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہ کبھی تھا اور نہ اب ہے۔

۲۔ اس جماعت کا مقصد اول روز سے یہ رہا ہے کہ اسلام کے کسی جز یا بعض اجزا کو نہیں بلکہ پورے اسلام کو اس کی اصلی شکل اور روح کے ساتھ انفرادی زندگیوں میں اور اجتماعی نظام میں عملاً قائم کیا جائے۔ اجتماعی نظام سے ہم وہ پورا مجموعہ مراد لیتے ہیں جس میں تمدن، معاشرت، معیشت، سیاست سب کچھ شامل ہے، اور ہماری جدوجہد اس غرض کے لئے ہے کہ یہ سب کچھ ان اصولوں پر قائم ہو جو اسلام نے ہم کو دئے ہیں۔

۳۔ یہ جماعت اسی چیز میں تمام انسانیت کی بہتری سمجھتی ہے، اس لئے بالعموم اس نے انسانوں کو بلا لحاظ نسل و قومیت اس کی دعوت دی ہے۔ اسی چیز میں اسے مسلمانوں کی فلاح بھی نظر آتی ہے، اس لئے مسلمانوں کو بھی وہ یہی تلقین کرتی ہے کہ پورے اسلام کو اپنی پوری زندگی میں عملاً قائم کریں، اور قیام پاکستان کے بعد اسی چیز میں وہ پاکستان کی بھلائی بھی دیکھتی ہے، اس لئے اس کی کوشش یہ ہے کہ اس ملک کا نظامِ زندگی سراسر اسلام کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

۴۔ اپنے اس مقصد کے لئے یہ جماعت ایسے ذرائع اور طریقوں کا استعمال جائز نہیں سمجھتی جو صداقت اور دیانت کے خلاف ہوں یا جن سے بدنظمی اور بدامنی رونما ہو۔ وہ اصلاح و انقلاب کے لئے جمہوری طریقوں پر یقین رکھتی ہے، یعنی تبلیغ و تلقین کے

ذریعہ سے اذہان اور سیرتوں کی اصلاح کی جائے اور رائے عام کو اُن تغیرات کے لئے ہموار کیا جائے جو ہمارے پیش نظر ہیں۔ جماعت کا کوئی کام خفیہ نہیں ہے بلکہ سب کچھ علانیہ ہے۔ جن قوانین پر ملک کا نظم ونسق اس وقت چل رہا ہے، ان کو وہ توڑنا نہیں چاہتی بلکہ اسلامی اصولوں کے مطابق بدلنا چاہتی ہے جو لوگ ملک کا نظم ونسق چلا رہے ہیں انہیں ہٹانا یا خود ان کی جگہ لینا اس کے مدنظر نہیں ہے بلکہ وہ انہیں ہم خیال بنانا چاہتی ہے، اور اگر وہ اصلاح قبول نہ کریں تو پھر جمہوری طریقوں پر انہیں ایسے لوگوں سے بدلنا چاہتی ہے جو اصلاح یافتہ رائے عام کے نزدیک صالح ہوں۔

۵۔ اس جماعت کا نظام اسلامی جمہوریت کے اصولوں پر ہے۔ اس کا "رکن" ہر وہ شخص بن سکتا ہے جو جماعت کے عقیدے (Party Creed) اور نصب العین کو قبول کرے اور دستور جماعت کے مطابق رکنیت کی شرائط پوری کرے۔ یہ ارکان امیر جماعت کا انتخاب کرتے ہیں مجلس شوریٰ بھی ارکان جماعت ہی کی منتخب کردہ ہے۔ امیر مجلس شوریٰ کے مشورے سے کام کرتا ہے۔ امیر کے کام پر جماعت کے ہر فرد کو تنقید اور محاسبہ کرنے کا آزادانہ حق ہے۔ وہ اسی وقت تک امیر رہ سکتا ہے جب تک اس کی دیانت اور بصیرت پر جماعت کو اعتماد ہے۔ جونہی وہ اس اعتماد کو کھو دے جماعت اس کو معزول کر کے دوسرا امیر منتخب کر سکتی ہے۔ جماعت کا دستور یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو امارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا کسی ذمہ داری کے منصب کے لئے منتخب نہ کیا جائے جو اس کا اُمیدوار ہو اور اس کے لئے کینولسنگ (Canvassing) کرے۔ اُمیدواری کے طریقے کو چھوڑ کر جماعت نے اپنے ہاں انتخاب کے وہ طریقے اختیار کئے ہیں جو اسلام میں ہیں۔ نظام جماعت کی اس تشریح سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ زمانۂ جدید کی اصطلاحات کے مطابق یہ ایک جمہوری طرز کی پارٹی ہے اور اس کا امیر ایک پارٹی لیڈر کے سوا کچھ نہیں ہے، لہٰذا محض اس بنا پر کوئی غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے کہ ہم نے جدید اصطلاحوں کے

چھوڑ کر اصل اسلامی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

۶۔ یہ جماعت اپنے تمام معاملات میں اس اصول پر سختی کے ساتھ کاربند ہے کہ قرآن اور سنت میں جو کچھ خدا اور رسول کا حکم ہے وہی ہمارے لئے اصل قانون اور اصل ہدایت ہے۔ وہ کسی امر میں فیصلہ کرنے یا کوئی قدم اٹھانے کے لئے پہلے یہ دیکھتی ہے کہ خدا اور رسول کی ہدایت کیا ہے، پھر مصلحتوں اور حالات اور ضرورتوں کو ثانوی حیثیت سے صرف اس حد تک پیش نظر رکھتی ہے جہاں تک اسلام میں اس کی گنجائش ہے۔

۷۔ قوم، ریاست اور حکومت کے ساتھ اس جماعت کے تعلق کی نوعیت یہ ہے:۔

ا۔ ہماری قوم چونکہ مسلمان ہے اس لئے ہم اسلام کے منشا کے مطابق اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس اصلاحی کوشش کے ساتھ ہماری روش یہ ہے کہ اپنی قوم کے تمام جائز مقاصد اور تمام جائز کاموں میں ہم اس کے شریک ہیں، اور جس کام کو ہم اپنے علم میں خلاف شرع پاتے ہیں اس سے الگ رہتے ہیں لیکن خواہ مخواہ مزاحمت بھی نہیں کرتے، الاّ یہ کہ دیانتاً ایسا کرنا بالکل ناگزیر ہو جائے۔

ب ریاست ابھی عبوری دور میں ہے۔ ابھی تک آئینی طور پر اس کی نوعیت متعین نہیں ہوئی ہے مگر چونکہ یہ مسلمان قوم کی کوششوں سے قائم ہوئی ہے اور قوم نے اسلامی جذبات کی بناء پر اس کے قیام کی کوشش کی تھی، اس لئے توقع یہی ہے کہ اس کی دستوری بنیادیں اسلامی ہونگی۔ دوسری طرف کچھ غیر اسلامی قوتیں بھی ملک میں کارفرما ہیں، اس وجہ سے یہ اندیشہ بھی ہے کہ کہیں غیر اسلامی بنیادوں پر اس کا دستور نہ بن جائے۔ ہم دوسرے تمام مخلص اہل دین کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس اندیشے کا سدباب ہو اور وہ توقعات پوری ہو جائیں جو ہم اور عام مسلمان رکھتے ہیں۔ اس عبوری دور میں ریاست کے ساتھ ہمارا معاملہ اس توقع پر مبنی ہے کہ یہ قطعی طور پر ایک اسلامی ریاست بنے گی اگر ہماری یہ توقعات پوری ہو گئیں تو اسلامی ریاست کی خدمت اور اس کی وفاداری عین ہمارا

جزوِ ایمان ہوگی۔ اور اگر خدانخواستہ یہ ایک غیر دینی ( ) ریاست بنا دی گئی تو ہم اس کی وفاداری کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں گے بلکہ اسے ویسی ہی طاغوتی ریاست سمجھیں گے جیسی کہ سابق انگریزی حکومت تھی۔ مگر انگریزی حکومت کے دور میں بھی ہمارے وفادار نہ ہونے کے معنی یہ نہیں تھے کہ ملک کے نظم ونسق کو درہم برہم کیا جائے، یا ریاست کو توڑنے کی ایسے طریقوں سے کوشش کی جائے جس سے نظم کی جگہ بدنظمی لے لے، یا ریاست کے خلاف اس کی کسی دشمن طاقت سے سازباز کیا جائے۔ اس وقت بھی ہم ریاست کو غیر دینی سے دینی بنانے کے لئے پُرامن طریقوں ہی سے کوشش کر رہے تھے۔ اسی طرح اگر خدانخواستہ ہماری یہ ریاست غیر دینی ہو گئی تو ہم پُرامن اور جمہوری طریقوں ہی سے اس کو ایک دینی ریاست میں تبدیل کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہیں گے اور ہماری عدم وفاداری کبھی غداری اور انارکزم (Anarchism) کی شکل نہیں اختیار کرے گی۔

ج ریاست اور قوم کی خیر خواہی کے لئے حکومت پر تنقید کرنا اور اس کی اصلاح کی کوشش کرنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں اور کسی حال میں اس سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری تنقید کبھی تخریبی نہیں رہی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ ہم اس کے قائل نہیں ہیں کہ کام کرنے والوں پر اس لئے نکتہ چینی کریں کہ وہ کام نہ کر سکیں۔ ہماری تنقید ہمیشہ تعمیری ہوتی ہے، یعنی ہم ایجابی طور پر (Positively) اصلاح کی ایک صورت اور بہتر کام کی ایک شکل پیش کرتے ہیں اور تنقید اس لئے کرتے ہیں کہ غلط کاموں کا نقصان اور بہتری کی ضرورت کا احساس پبلک کے بھی ذہن نشین ہو اور کارپردازان حکومت کے بھی۔

ہم کارکنان حکومت، حکومت اور ریاست کے درمیان اصولی فرق کو واضح طور پر ملحوظ رکھتے ہیں اور عمال حکومت سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ براہ کرم وہ خود بھی

اپنی کارروائیوں میں اس فرق کو ملحوظ رکھیں۔ نیز حکومت سے ہم یہ بھی گذارش کرتے ہیں کہ وہ ملک میں ایسے حالات برقرار رکھے جن میں سیاسی نظام کی تبدیلی کے لئے صرف رائے عام کی تبدیلی کافی ہو۔ اسی میں قوم اور ملک اور ریاست کی فلاح ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ملک کے اصلاح طلب رجحانات غلط راستوں پر چل جائیں گے جن سے خیر کی توقع کم اور شر کا اندیشہ بہت زیادہ ہے۔

۸۔ چونکہ حکومت کے حلقوں میں جماعت اسلامی کے متعلق یہ شکایت پائی جاتی ہے کہ وہ سرکاری ملازموں کی وفاداری کو متزلزل کر رہی ہے لہٰذا اس بارے میں بھی ہم اپنا موقف صاف صاف واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ اسلام کی رو سے غیر مشروط وفاداری صرف اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہے۔ باقی ہر ایک کی وفاداری، حتیٰ کہ خود اسلامی حکومت کی وفاداری بھی اصولاً اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس وفاداری کے تقاضے خدا اور رسول کی وفاداری کے تقاضوں سے متصادم نہ ہوں۔ اب جبکہ انگریزی اقتدار کا دور ختم ہو گیا ہے، اور حکومت ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو ہمارے دینی بھائی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے حکمراں مغربی نظریات کو چھوڑ کر اسلامی تصورات اختیار کریں۔ ریاست اور اس کے آئین کے لئے غیر مشروط وفاداری کا مطالبہ اپنی عین حقیقت ہی کے لحاظ سے مغربی نظریات پر مبنی ہے اور یہ بھی انہی نظریات کا نتیجہ ہے کہ جو ملازم اس مطالبہ کو خدا اور رسول کی وفاداری کے ساتھ مشروط کرے اس کو شک کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے اول تو ریاست کو ایسا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے، اور مزید برآں اگر کوئی مسلمان ملازم اس مطالبہ کو اس شرط کے ساتھ مشروط کرے تو ایک صحیح اسلامی ذہنیت رکھنے والا حکمراں کبھی اس کے اس فعل پر یہ شک نہیں کریگا کہ ایسا ملازم اعتماد کے لائق نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ تو یہ محسوس کریگا کہ جس ملازم نے یہ شرط لگائی ہے وہی سب سے بڑھکر اعتماد کے قابل ہے، کیونکہ

یہ اس کی راستبازی اور اس کے ضمیر کی زندگی کا صریح ثبوت ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ حکومت اس چیز کو بالکل غلط معنی میں لے رہی ہے، اور اس نے حلف وفاداری کے معاملہ میں ایک ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے وہ ایسے لوگوں کے دائرہ ملازمت میں آنے اور رہنے کو تو نہیں روک سکتی جو وفاداری کا حلف لے کر بھی غداریاں کرسکتے ہیں، لیکن ان لوگوں کی خدمات سے قوم اور ریاست کو محروم کر دیگی جن کی دیانت اور اخلاص اور فرض شناسی پر کامل اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

۸- صوبہ سرحد میں حکومت کے جبر و تشدد نے جو شکلیں اختیار کی ہیں ان کے بعض پہلو ایسے افسوسناک ہیں کہ مجلس شوریٰ ان پر اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ پچھلے دنوں نوشہرہ میں جماعت اسلامی کے تین کارکن گرفتار کیے گئے اور بعض پولیس افسروں نے ان کو نہایت گھٹیا درجہ کی بازاری زبان میں فحش گالیاں دیں۔ ایک اور کارکن کی گرفتاری کے لئے پولیس ان کے مکان پر پہنچی۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔ پولیس نے غالباً اس شبہ پر کہ ان کے گھر والے ان کو چھپا رہے ہیں، ان کے بوڑھے والد اور ان کے بچوں کو زدوکوب کیا۔ ان بیہودگیوں کو تو یہ سمجھ کر نظر انداز کیا جاسکتا ہے کہ یہ انگریزی دور کی بگڑی ہوئی عادتیں ہیں جو ابھی کچھ مدت تک اپنا رنگ دکھاتی رہیں گی۔ مگر تازہ کارروائی یہ ہے کہ حال میں ہماری ضلع کوہاٹ کی جماعت کے امیر، مولٰنا معین الدین صاحب کو جو اسی ضلع میں مدرسہ سراج الاسلام موضع کاہی کے مدرس رہ چکے ہیں اور اسی ضلع کے باشندے بھی ہیں، گرفتار کیا گیا اور دفعہ $\frac{55}{109}$ کے تحت آوارہ گردی کے الزام میں ان کا چالان کر دیا گیا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے، یہ تو کبھی انگریزی حکومت کے زمانہ میں بھی نہ ہوا تھا کہ جن لوگوں سے حکومت کو سیاسی اسباب کی بنا پر اختلاف ہوا نہیں اخلاقی الزامات میں پھانسنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ حرکات بعض حکام حکومت بطور خود کر رہے ہیں تو صوبہ سرحد کی حکومت کا فرض ہے کہ اپنے ایسے کارکنوں کو ادب سکھائے۔ اور اگر یہ سب کچھ خود حکومت کی پالیسی کے مطابق ہو رہا ہے تو ہم عبدالقیوم خاں صاحب کی وزارت سے صرف اتنا کہیں گے کہ جو لوگ قوم اور ریاست کی بہتری کے لئے آپ سے مختلف رائے رکھتے ہیں ان کو اگر آپ طاقت سے دبانا چاہیں تو ضرور ایسا کیجئے

مگر یہ کام شریفانہ طریقوں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے جو طریقے آپ اختیار کر رہے ہیں، ان سے نہ آپ کی عزت ہی میں کوئی اضافہ ہوگا، اور نہ کسی گروہ کے سیاسی اقتدار کو مستحکم کرنے میں ایسے طریقے کبھی مفید ثابت ہوئے ہیں۔

۹۔ مسلم لیگ کی حکومتیں بعض صوبوں میں "پبلک سیفٹی ایکٹ" کا استعمال جس آزادی کے ساتھ کر رہی ہیں، وہ اس مجلس کے نزدیک سخت تعجب انگیز ہے۔ ابھی اس دور کو کچھ بہت زیادہ دن نہیں گزرے ہیں جب مسلم لیگ خود اس قانون کے خلاف شدت کے ساتھ معترض تھی۔ اب اپنی حکومت کے زمانے میں یہ پارٹی وہی ہتھیار خود استعمال کر رہی ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دوسروں کے لئے ناجائز تھا وہ ان کے لئے جائز ہو گیا ہے؟ دراصل "پبلک سیفٹی ایکٹ" اپنی روح اور حقیقت کے اعتبار سے قانون کی نفی ہے جسے مصنوعی طور پر قانون کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس قسم کے قوانین صرف وہ حکومتیں استعمال کیا کرتی ہیں جن کے وجود کے لئے کوئی اخلاقی جواز باقی نہیں رہتا، جو صرف زبردستی کے بل پر ہی اپنے آپ کو قائم رکھ سکتی ہیں، جنہیں خود بھی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ انصاف اب ان کی جانب نہیں ہے۔ اگر ان حکومتوں نے اس حد تک گر جانے کا ارادہ کر لیا ہے تو ہم ان کو پیغام تعزیت دینے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔

۱۰۔ پچھلے دنوں جماعت اسلامی کے خلاف ملک میں جس دیدہ دلیری کے ساتھ علانیہ جھوٹا اور گندا پروپیگنڈا ہوا ہے اس پر یہ مجلس صرف اس حیثیت سے افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ ہمارے بہت سے بھائیوں نے محض ہماری ضد میں اپنے اخلاق کو خراب اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ اس کا یہ پہلو بھی افسوسناک ہے کہ ہمارے ملک کے عوام اور خواص کا ایک بہت بڑا طبقہ اس قدر آسانی کے ساتھ جھوٹ اور فریب کا شکار ہو سکتا ہے اور سب سے زیادہ افسوس کے قابل مغربی پنجاب کی حکومت کا حال ہے کہ اس نے عین اس موقع پر، جبکہ جماعت کے خلاف روز نت نئے جھوٹ گھڑ گھڑ کر پھیلائے جا رہے تھے "کوثر" اور "تسنیم" کی اشاعت حکماً بند کر دی، تاکہ یہ کام آسانی کے ساتھ ہو سکے، اور جماعت کے پاس اس کی تردید کا کوئی ذریعہ نہ رہے۔ حکومت نے اپنے سرکاری اعلان میں بھی اپنی اس کارروائی

کے جو وجوہ بیان کئے ہیں ان کی حیثیت ایک بے بنیاد بہانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم پورے زور کے ساتھ کہتے ہیں کہ حکومت ان دونوں اخبارات کے خلاف اپنے الزامات کو کسی کھلی عدالت میں ثابت نہیں کر سکتی۔ یہ طرزِ عمل ایک ذمہ دار حکومت کے منصب سے بہت فروتر ہے کہ وہ غیر ذمہ دار اور پست اخلاق اخبار نویسوں کے مرتبے تک گر جائے۔

۱۱۔ جماعت کے آئندہ کام کے سلسلے میں مجلس شوریٰ کارکنوں کو حسب ذیل ہدایات دیتی ہے:۔

۱۔ ملک کی حفاظت کے لئے خود پوری طرح تیار رہیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس تیاری کی ضرورت کا احساس دلائیں۔ ہم اس ملک کو اسلام کے لئے بچانا چاہتے ہیں لہٰذا یہ ہمارا دینی فریضہ ہے اور اسی جذبے سے ہم کو اس کام کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ کرنی چاہئے۔ تمام کارکنوں کو چاہئے کہ ہوم گارڈس، اے۔ آر۔ پی، اور دوسرے دفاعی کاموں کی تربیت کے لئے سرکاری طور پر جو انتظامات کئے گئے ہیں ان میں پورا پورا حصہ لیں۔ نیز خود تربیت حاصل کر کے اپنے گھر کی خواتین کو بھی ان چیزوں کی تربیت دیں اور پھر ان کے ذریعہ سے اپنے محلے یا بستی کی عورتوں کو بھی تربیت دینے کا انتظام کریں۔

۲۔ ہمیں اب اپنی قوم کی اخلاقی و ذہنی حالت درست کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ کام کرنا ہے۔ ایک آزاد قوم، جسے اپنے بل بوتے پر جینا ہو، محض فوجی تربیت اور عسکری تنظیم کے بل پر نہیں جی سکتی۔ اس کے لئے انفرادی سیرت کی مضبوطی، اجتماعی اخلاق کی صالحیت اور شعور و ادراک کی صحت بھی درکار ہے، بلکہ اصل طاقت یہی ہے۔ قریب کے زمانے میں ہماری قوم کو پے در پے جو ٹھوکریں اٹھانی پڑی ہیں ان میں سب سے زیادہ جس چیز کا دخل رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اندر قابلِ اعتماد سیرت رکھنے والے افراد بہت کم ہیں، ہمارے اجتماعی اخلاق میں بہت سی کمزوریاں موجود ہیں، اور ہمارے عوام ہی نہیں خواص تک کا شعور ابھی تک اس درجے پر نہیں پہنچا ہے کہ وہ اپنے رہبروں کے انتخاب میں دھوکا نہ کھائیں۔ اب ہم ایسے نازک مرحلے پر پہنچ گئے ہیں کہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی غیر معمولی جدوجہد نہ کی گئی تو خدانخواستہ شاید تلافی

کا بھی کوئی موقعہ نہ مل سکے گا

۳۔ رفقاء جماعت کو انفرادی طور پر، اور تمام حلقوں، اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کو اجتماعی طور پر خود اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اخلاقی و دینی حالت پر اب پہلے سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ اپنے مقصد میں ہماری کامیابی کا سارا انحصار اسی پر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ ہمارا اپنا تعلق مضبوط ہو، ہمارے اندر تقویٰ اور خشیت موجود ہو، ہمارے معاملات درست ہوں اور ہم اپنی جماعتی زندگی میں صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشابہت حاصل کریں۔ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ سے ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ انشاء اللہ ہمیں اپنی قوم کو اس تنزل سے نکالنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ لہٰذا نظام اسلامی کے قیام اور اصلاح خلق کی جدوجہد میں منہمک ہو کر ہمارے رفقاء خود اپنے حال سے غافل نہ ہو جائیں بلکہ اپنی اخلاقی و دینی حالت کو درست رکھنے اور زیادہ بہتر بنانے کے لئے پیہم کوشاں رہیں۔

۴۔ تمام حلقوں اور اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کو اپنے ارکان اور ہمدرد کارکنوں میں ایسے نوجوانوں کو تلاش کرنا چاہیئے جو اعلیٰ درجہ کی ذہنی صلاحیتیں رکھتے ہوں اور جن میں ایسا جوہر قابل پایا جاتا ہو کہ اگر انہیں اچھی علمی اور اخلاقی تربیت دی جائے تو وہ تحریک اسلامی میں تعمیر اور رہنمائی کے مناصب سنبھالنے کے قابل ہو سکتے ہوں۔ ایسے اشخاص جہاں جہاں بھی ہوں، انہیں منتخب کر کے راولپنڈی کی تربیت گاہ میں بھیجنے کا انتظام کیا جائے اور اگر وہ اپنے مصارف کے خود متحمل نہ ہو سکتے ہوں تو ان کی مالی کفالت کا بار ان کے حلقے یا ضلع یا مقام کی جماعتیں اپنے ذمہ لیں

خاکسار

طفیل محمد قیم جماعت

شعبۂ تنظیم جماعت اسلامی۔ اچھرہ۔ لاہور

پاکستان

مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۸ء